سید عبدالغفار بخاری

حدیث کی ترویج و اشاعت کے ذرائع

رب کائنات نے انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے انبیاء و رسل کی بعثت کا جو سلسلہ شروع کیا تھا وہ آنخضرت ﷺ پر ختم ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو اپنا آخری دین (اسلام) اور آخری کتاب (قرآن کریم) دے کر تمام عالم کیلئے ھادی بنا کر مبعوث فرمایا اس کتاب کی حیثیت کامل مکمل دستور حیات کی ہے۔ جس میں انسانی زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے اور اس کی تفسیر وتشریح کیلئے آنخضرت ﷺ کو قرآن کا مفسر اور شارح قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿و أنزلنا إليك الذكر لتبين للناس ما نزل إليهم﴾ (۱)

اور ہم نے تیری طرف ذکر (قرآن کریم) اتارا تا کہ آپ لوگوں کو کھول کھول کر بیان کر دے جو ان کی طرف اتارا گیا ہے۔

چنانچہ آنخضرت ﷺ کے تیئس سالہ عہد کا ایک ایک لمحہ اس فریضہ کی انجام دہی میں صرف ہوا اور آپ ﷺ اپنے اقوال و افعال اور اخلاق و کردار کے ذریعہ قرآن کریم کی تفسیر فرماتے رہے۔ اس لئے قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ آنخضرت ﷺ کے جملہ اقوال و افعال اور اخلاق و کردار کو پیش نظر رکھا جائے جو احادیث کے نام سے موسوم ہیں جن کے بغیر قرآن کریم کا سمجھنا مشکل ہے بلکہ قرآن کریم کا ایک معتد بہ حصہ ایسا ہے جو احادیث کے بغیر سمجھنا ممکن ہی نہیں۔

احادیث رسول کی اس ضرورت و اہمیت اور عظمت و رفعت کے پیش نظر آغاز اسلام سے ہی صحابہ کرامؓ نے انہیں پوری محنت اور اخلاص و عقیدت کے ساتھ سمجھنے اور عملی

Scanned by CamScanner

زندگی میں اپنانے کے ساتھ ساتھ ان کی نشر و اشاعت کے لئے کلیدی اور لائق حوالہ خدمات سرانجام دی ہیں۔

شمع رسالت کے ان پروانوں نے آنحضرت ﷺ کی نجی زندگی سے لے کر بین الاقوامی سیاسی معاملات تک کو محفوظ کیا اور اس راہ میں ایسی خدمات سرانجام دیں جن کی دنیا کے دیگر مذاہب میں کوئی نظیر نہیں ملتی ہے۔

اس بارے میں علامہ ابن حزم رقمطراز ہیں:

''اقوام عالم میں سے کسی کو اسلام سے پہلے یہ توفیق میسر نہیں ہوئی کہ اپنے پیغمبر کے اقوال صحیح ثبوت کے ساتھ محفوظ کر سکے یہ شرف صرف ملت اسلامیہ کو حاصل ہے کہ اس نے اپنے رسول ﷺ کے ایک ایک کلمہ کو صحت اور اتصال کے ساتھ جمع کیا آج روئے زمین پر کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جو اپنے پیشوا کے ایک کلمہ کی سند بھی صحیح طریقہ پر پیش کر سکے اس کے برعکس اسلام نے اپنے رسول کی سیرت کا ایک ایک گوشہ پوری صحت و اتصال کے ساتھ محفوظ کیا ہے''(۲)

چنانچہ صحابہ کرامؓ اور حضرات تابعین و تبع تابعین نے حفاظت حدیث اور اس کی ترویج و اشاعت کے لئے اپنی زندگیاں صرف کر ڈالیں اور اس کیلئے درج ذیل ذرائع کو استعمال کیا ہے۔

۱۔ حفظ حدیث ۲۔ مذاکرہ حدیث ۳۔ کتابتِ حدیث ۴۔ تعامل

۱۔ حفظِ حدیث: حدیث کی ترویج و اشاعت اور اس کی حفاظت کا یہ ایک بنیادی اور ابتدائی ذریعہ تھا۔ اہل عرب کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حافظہ عطا کیا تھا۔ جس کی بدولت وہ اشعار، خطبات اور ضرب الأمثال وغیرہ ہزاروں کی تعداد میں زبانی یاد کر لیتے تھے، انہیں صرف اپنے ہی نہیں، بلکہ اپنے گھوڑوں تک کے نسب نامہ ازبر تھے (۳)۔ بعض اوقات کسی بات کو صرف ایک بار سن کر یا دیکھ کر پوری طرح یاد کر لیتے تھے۔

Scanned by CamScanner

حضرت جعفرؓ بن عمرو الضمری بیان کرتے ہیں:

میں ایک مرتبہ عبید اللہؓ بن عدی بن خیار کے ساتھ حضرت وحشیؓ سے ملنے گیا۔ حضرت عبید اللہ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں تو حضرت وحشیؓ نے کہا میں آپ کو پہچانتا تو نہیں البتہ مجھے اتنا یاد ہے کہ آج سے سالہا سال پہلے میں ایک دن عدی بن خیار نامی ایک شخص کے پاس گیا تھا۔ اس دن عدی کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تھا، میں اس بچہ کو چادر میں لپیٹ کر اس کی مرضعہ (رضاعی ماں) کے پاس لے گیا، بچہ کا سارا جسم ڈھکا ہوا تھا۔ صرف پاؤں میں نے دیکھے تھے تمہارے پاؤں اس بچہ کے پاؤں کے ساتھ بہت مشابہ ہیں (۴)۔

اس ملکہ کی بدولت اہل عرب اس وقت کے متداول فنون کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کو ناپسند سمجھتے تھے۔ ذوالرمہ (م ۱۷۷ھ) جو آخری مخضرم شاعر ہے، کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اس بات کو چھپاتا رہا کہ وہ فن کتابت سے آشنا ہے۔ اس خیال سے کہ کہیں لوگ اسے ناپسند نہ کرنے لگیں (۵)۔

چنانچہ کتابت کی طرف عدم رجحان اور حافظہ پر اعتماد کی بدولت اہل عرب حفظ پر زور دیتے تھے۔ اسی وجہ سے جب آنحضرت ﷺ نے دعوت کا آغاز کیا اس وقت لکھنے پڑھنے کا رواج بہت کم تھا اور بہت کم ایسے لوگ تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے ہوں۔ ابن سعد نے صرف نو آدمیوں کا ذکر کیا ہے جو اس وقت لکھنا پڑھنا جانتے تھے (۶)۔ جبکہ علامہ بلاذری نے سترہ آدمیوں کا ذکر کیا ہے (۷)۔ عہد رسالت میں صحابہ کرامؓ میں احادیث یاد کرنے کا رواج عام تھا اکثر صحابہ کرامؓ احادیث سن کر یاد کر لیتے تھے۔ اور جنہیں احادیث یاد نہ رہتیں۔ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہو کر اپنے حافظ کی کمزوری کی شکایت کرتے تو آپ ﷺ ان کیلئے دعا فرماتے تھے اس بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ کا واقعہ صحیح بخاری میں منقول ہے (۸)۔

Scanned by CamScanner

آنحضرت ﷺ بھی حفظ اور سمجھانے کی غرض سے ایک بات کو تین مرتبہ دہراتے تھے(۹)۔ آپ ﷺ وفد عبدالقیس کو تعلیم دینے کے بعد الوداع کرنے لگے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"احفظوه و أخبروه من وراء كم" (١٠)

اسے یاد کرلو، اور اپنے پیچھے رہنے والوں کو اس کی خبر دو۔

مزید برآں آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"و ليبلغ الشاهد الغائب" (١١)

اور جو لوگ حاضر ہیں وہ (یہ باتیں) ان لوگوں تک پہنچائیں جو حاضر نہیں ہیں۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ نے اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے آپس میں باریاں مقرر کر لی تھیں(۱۲)۔ عہد رسالت میں صحابہ کرامؓ کا حدیث حفظ کرنے کی بہت سی روایات منقول ہیں۔

۱۔ حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں:

"كنا قعوداً مع النبي ﷺ فعسى أن تكون ستين رجلا فيحدثنا الحديث ثم يريد الحاجة فنراجعه بيننا فنقوم كأنما زرع في قلوبنا" (١٣)

ہم نبی ا کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہوتے اس مجلس میں بیٹھنے والوں کی تعداد تقریباً ساٹھ ہوتی تو آپ احدیث بیان کرتے اور پھر مجلس سے تشریف لے جاتے تو ہم آپس میں ان احادیث کا دور کرتے اور جب ہم اٹھتے تو گویا کہ وہ احادیث ہمارے دلوں پر نقش ہوگئی ہیں۔

۲۔ ابن بریدہ بیان کرتے ہیں:

"معاویہؓ حمص کے بیت الخلاء سے نکلے اور اپنے غلام کو کہا میرے کپڑے دو

Scanned by CamScanner

کپڑے پہن کر حمص کی مسجد میں دو رکعت نماز ادا کی نماز کے بعد دیکھا کہ چند لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں حضرت معاویہؓ نے ان سے پوچھا تم کس لیئے یہاں بیٹھے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے نماز فرض ادا کرلی ہے۔ پھر ایک واعظ نے ہمیں وعظ کیا اس کے بعد ہم سنت رسول کو یاد کر رہے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ ایک دن میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، نبی ﷺ نے ان سے پوچھا، تمہیں کس چیز نے یہاں بٹھایا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم فرض نماز ادا کرنے کے بعد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو یاد کر رہے ہیں"(۱۴)۔

۳۔ حضرت براءؓ بن عازب نے آنحضرت ﷺ سے دعا یاد کر کے آپ ﷺ کو سنائی تو آپ ﷺ نے ان کی اصلاح کی (۱۵)۔

۴۔ حضرت ابو شریح عدویؓ نے آنحضرت ﷺ کا خطبہ زبانی یاد کیا اور عمروؓ بن سعید کو سنایا(۱۶)۔ حضرات صحابہ کرامؓ احادیث محفوظ کرنے کے لئے حافظہ پر ہی اعتماد کرتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کی طرف سے صحابہ کرامؓ کو نہ صرف زبانی نقل و روایت کی کھلی اجازت تھی، بلکہ آپ ﷺ نے زبانی روایت کرنے کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی ہے۔

بہت ساری روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قیامت تک آنے والے لوگوں کے حق میں دعا فرمائی ہے۔ جو آپ ﷺ کی احادیث کو زبانی یاد کر کے دوسروں تک ان کو پہنچائے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"نضر اللہ امرءاً سمع منا حدیثا فحفظه حتی یبلّغه" (۱۷)

اللہ اس بندے کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی اور اسے یاد رکھا اور دوسروں تک اس کو پہنچا دیا۔

نیز آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

"نضر اللہ امرء سمع مقالتی فوعاها و حفظها و بلّغها" (۱۸)

اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوش رکھے جس نے میری بات سنی اور اسے یاد رکھا اور اسے دوسروں تک پہنچایا۔

اس دعا کے اولین مخاطب حضرات صحابہؓ تھے۔ جنہوں نے آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ کو یاد رکھتے ہوئے ان کی حفاظت فرمائی اور امت تک اس سرمایہ کو پوری صحت و اتقان کے ساتھ پہنچایا۔

صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ کی احادیث مبارکہ کو قید تحریر میں لانے کی نسبت اسے زبانی حفظ کرنے کو ترجیح دی۔

صحابہ کرامؓ کے بعد حضرات تابعین میں حفظ کی بے حد اہمیت رہی۔ ان کے ہاں حفظ کی قوت اور اس کی کمزوری خصوصی دلچسپی کا باعث رہی ہے۔ اسی وجہ سے ان کے ہاں یہ جملہ ان کی زبان پر رہا: ''العلم فی الصدور لا فی الکتب''(۱۹)(فی الحقیقت علم وہی ہے جو انسان کے سینہ میں محفوظ ہو نہ کہ کتب میں مرقوم ہو)۔

نیز امام اوزاعی فرماتے ہیں:

کان هذا العلم شیئاً شریفا إذا کان من أفواه الرجال

یتلاقونه و یذاکرون فلما صار فی الکتب ذهب نوره

وصار الیٰ غیر أهله" (۲۰)

اس علم (حدیث) کی بڑی قدر و منزلت تھی جب اسے براہ راست اساتذہ سے حاصل کیا جاتا تھا پھر (پختگی کیلئے) اس کا اعادہ کیا جاتا تھا۔ جب سے علم قید تحریر میں آنے لگا اس کی رونق ماند پڑ گئی اور ایسے لوگ بھی اسے حاصل کرنے لگے جو اس کے اہل نہیں تھے۔

کتب رجال میں اُن رواۃ حدیث کا تذکرہ ملتا ہے جو اپنے عمدہ حافظہ کی وجہ

Scanned by CamScanner

سے مشہور و معروف تھے ان میں سے عامر بن شرحبیل (۱۰۹ھ)، امام زہری (۱۲۴ھ)، اعمش (م ۱۴۸ھ)، سعید بن ابی عروبہ (۱۵۶ھ)، عبداللہ بن مبارک (۱۹۷ھ)، عبدالرحمن بن مہدی (۱۹۸ھ) قابل ذکر ہیں (۲۱)۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ ان حضرات کو اپنے دعویٰ کی صحت کے لئے امتحان کا سامنا بھی کرنا پڑا ہے مثلاً سعید بن مسیب (م ۹۳ھ) نے قتادہ کا امتحان لیا (۲۲)۔ خلیفہ ہشام بن عبدالملک (م ۱۲۵ھ) نے امام زہری کے حافظہ کا امتحان لیا (۲۳)۔

غرضیکہ حدیث کی ترویج و اشاعت اور اس کی حفاظت کے لئے صحابہؓ و تابعینؒ اور ان کے بعد کے ادوار میں حفظ پر اعتماد کیا جاتا رہا کتابت اگرچہ علم کی حفاظت کا ایسا ذریعہ ہے جس نے انسانوں کو بہت سی کمزوریوں خصوصاً ضعف حافظہ کا علاج کر دیا ہے۔ لیکن کتابت کے ارتقاء تک حفظ ہی مؤثر ذریعہ تھا۔

۲۔ مذاکرۂ حدیث: حفظ اگرچہ انسان کا انفرادی وصف ہے جس کا تعلق انسان کی صلاحیت سے ہے تاہم اس کا استحکام اجتماعی عمل سے ہی ممکن ہے۔ یہی اجتماعی عمل مذاکرہ ہے کیونکہ بار بار دہرانے سے نہ صرف حفظ کرنا آسان ہو جاتا ہے بلکہ اس سے حافظہ کی کمزوری کا سد باب بھی کیا جا سکتا ہے۔

احادیث کو دہرانے کی اس مشق کی اہمیت کا اندازہ ابو عبداللہ جعفر بن محمد کے اس قول سے ہوتا ہے:

"القلوب ترب والعلم غرسها و المذاكرة ماء ها فإذا انقطع عن الترب ماء ها جف غرسها" (۲۴)

دل مٹی کی مانند ہیں علم اس کی کھیتی اور مذاکرہ اس کا پانی ہے۔ زمین کو اگر پانی نہ ملے تو اس پر سبزہ و روئیدگی ختم ہو جاتی ہے۔

اور مذاکرہ حدیث کا یہ عمل عہد رسالت میں بھی موجود تھا۔

Scanned by CamScanner

حضرت انسؓ بن مالکؓ فرماتے ہیں

"کنا نکون عندالنبی ﷺ فنسمع منه الحديث فإذا قمنا تذاکرناه فيما بيننا حتى نحفظه" (۲۵)

ہم نبیؐ کے پاس ہوتے تو آپؐ سے حدیث سنتے جب اٹھتے تو ایک دوسرے کے ساتھ دہراتے یہاں تک کہ وہ ہمیں یاد ہو جاتی تھیں۔

نیز ابونضر کا قول ہے "اصحاب رسول ﷺ جب بھی جمع ہوتے احادیث کا اعادہ کرتے تھے" (۲۶)۔ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں:

"إنی لأجزئ الليل ثلاثة اجزاء فثلث أنام و ثلث أقوم و ثلث أتذكر أحاديث رسول الله ﷺ" (۲۷)

میں رات کے تین حصے کرتا ہوں ایک میں سوتا ہوں اور ایک میں نماز پڑھتا ہوں اور ایک میں احادیث رسول ﷺ یاد کرتا ہوں۔

حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ اور حضرت عمرؓ بن خطاب کے بارے میں منقول ہے کہ ان کو آپس میں مذاکرہ کرتے ہوئے صبح ہوگئی (۲۸)۔

حضرت علیؓ اپنے تلامذہ سے کہا کرتے تھے:

"تذاکروا هذا الحديث و تزاوروا فإنكم إن لم تفعلوا يدرس" (۲۹)

حدیث کو دہرایا کرو اور ایک دوسرے سے ملتے رہو اگر ایسا نہ کرو گے تو علم ضائع ہو جائے گا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ اپنے تلامذہ سے کہا کرتے تھے:

"تذاکروا الحديث فإن الحديث يهيج الحديث" (۳۰)

Scanned by CamScanner

حدیث کا مذاکرہ کیا کرو کیونکہ مذاکرہ حدیث کو جوش مارنے کا سبب بنتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے:

"ردوا الحدیث واستذکروه......" (۳۱)

حدیث کو دہراؤ اور اس کا مذاکرہ کیا کرو۔

نیز آپ کا قول ہے:

"إذا سمعتم منا حديثاً فتذاكروه بينكم" (۳۲)

جب تم ہم سے حدیث سنو تو آپس میں مذاکرہ کرلیا کرو۔

حضرات تابعین بھی اپنے تلامذہ کو مذاکرہ کی تلقین کیا کرتے تھے۔ علقمہ (م۶۲ھ)، ابو العالیہ (م۹۰ھ)، اور عروہ بن زبیرؒ (م۹۳ھ) اپنے تلامذہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"تذاکروا الحدیث فان ذکره حیاته" (۳۳)

حدیث کو دہرایا کرو کیونکہ اس میں اس کی بقا ہے۔

امام زہری فرماتے ہیں:

"آفة العلم النسيان و ترك المذاكرة" (۳۴)

علم کی مصیبت بھول جانا اور ترک مذاکرہ ہے۔

حضرات تابعین وتبع تابعین نہ صرف اپنے تلامذہ کو مذاکرہ کا مشورہ دیتے تھے بلکہ خود بھی آپس میں مذاکرہ کرتے تھے۔ عطاء بن ابی رباح (م۱۱۶ھ) فرماتے ہیں:

"كنا نأتي جابرؓ بن عبدالله فإذا خرجنا من عنده تذاكرنا فكان ابو الزبير أحفظنا لحديثه" (۳۵)

ہم جابرؓ بن عبداللہ سے احادیث سن کر آتے تو مل کر یاد کرتے اور ابو الزبیر

(محمد بن مسلمہ) ہم سب سے زیادہ احادیث کو یاد رکھنے والے تھے۔

اسماعیل بن رجاء فرماتے ہیں:

"کنا نجمع الصبیان فنحدثهم" (۳۶)

ہم بچوں کو جمع کر کے احادیث کا اعادہ کرتے تھے۔

سلیمان بن مہران کا بیان ہے:

"کان اسماعیل بن رجاء یجمع صبیان الکتاب یحدثهم یتحفظ بذاك" (۳۷)

اسماعیل بن رجاء مکتب کے بچوں کو جمع کر کے حفظ کیلئے انہیں حدیث سناتے۔

ابونضرہ کہتے ہیں:

"کنا عند عمرانؓ بن حصین نتذاکر العلم" (۳۸)

ہم عمرانؓ بن حصین کے پاس علم کا مذاکرہ کرتے تھے۔

اسماعیل بن ابی خالد بیان کرتے ہیں "شعبی، ابوالضحیٰ، ابراہیم اور ہمارے اصحاب مسجد میں جمع ہو کر حدیث کا اعادہ کرتے تھے" (۳۹)۔

امام زہری کے بارے میں یہ روایت مشہور ہے کہ جب وہ اپنے استاد عروہ بن زبیرؓ اور دیگر شیوخ سے احادیث سن کر آتے تو اپنی باندی کو جگاتے اور اس کے سامنے احادیث کا اعادہ کرتے باندی کہتی رہ جاتی کہ میرا اس سے کیا تعلق (عدم دلچسپی کا اظہار کرتی) لیکن امام زہری جب تک اس مجلس میں سنی ہوئی تمام احادیث دہرا نہ لیتے خاموش نہیں ہوتے تھے (۴۰)۔ لیث بن سعد (م۱۷۵ھ) بیان کرتے ہیں:

"تذاکر ابن شهاب لیلة بعد العشاء حدیثاً وهو جالس متوضأ قال فما زال ذلك مجلسه حتی أصبح" (۴۱)

Scanned by CamScanner

ایک رات عشاء کے بعد ابن شہاب باوضو مجلس میں بیٹھے رہے اور صبح تک حدیث کے مذاکرہ میں مشغول رہے۔

عبداللہ بن شداد نے ابن ابی لیلیٰ کے ساتھ احادیث کا مذاکرہ کیا تو عبداللہ کو کچھ ایسی احادیث بھی یاد آ گئیں جو انہیں بھولی ہوئی تھیں اور وہ خوش ہو کر بولے:

"یرحمك الله كم من حديث أحييته فى صدرى كان قد مات" (۴۲)

اللہ تمہیں (ابن ابی لیلیٰ) خوش رکھے تم نے کئی ایسی احادیث مجھے یاد دلا دی ہیں جو مجھے بھولی ہوئی تھیں۔

امام علی بن مدینی کا قول ہے:

''چھ اشخاص یعنی ابن معین، ابن مہدی، وکیع بن جراح، ابن عیینہ، ابو داؤد، عبدالرزاق کو یہ مجالس مذاکرہ اس قدر عزیز تھیں کہ جب وہ اس میں مشغول ہو جاتے تو دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو جاتے'' (۴۳)۔ نیز ان کا قول ہے:

''وکیع بن جراح اور عبدالرحمٰن بن مہدی مسجد حرام میں مذاکرہ حدیث میں ایسے مشغول ہوئے کہ فجر کی اذان ہو گئی'' (۴۴)۔

حدیث نبوی کے یہ دلدادہ جب تک احادیث اچھی طرح از بر نہ کر لیتے، کسی سے گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔

معاذ بن معاذ (م ۱۹۲ھ) کہتے ہیں۔ کہ ہم ابن عون کے گھر آئے تو شعبہ باہر آئے ہم نے ان سے گفتگو کرنی چاہی تو انہوں نے یہ کہہ کر بات کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ ابن عون سے سنی ہوئی احادیث کو یاد کرنے میں مشغول ہیں (۴۵)۔

مذاکرہ حدیث کی اسی اہمیت کے پیش نظر صحابہ کرامؓ و تابعینؒ اور تبع تابعینؒ نے مذاکرہ حدیث پر زور دیا ہے اور ایسی مجالس کے انعقاد کی طرف توجہ دلائی ہے جن میں

Scanned by CamScanner

احادیث کا اعادہ و مذاکرہ کیا جائے۔ کیونکہ اس عمل سے حافظہ قوی ہوتا ہے اور علم میں رسوخ پیدا ہوتا ہے۔

مذاکرہ حدیث کی یہ مجالس ان کے ہاں حافظہ میں پختگی کے ساتھ ساتھ حدیث کی نشر و اشاعت اور اس کی حفاظت میں قابلِ اعتماد ذریعہ بن گئیں۔

۳۔ کتابت حدیث عرب قبل از اسلام کتابت جانتے تھے اور اہم تاریخی واقعات کو پتھروں، ہڈیوں، کھجور کی شاخوں، چمڑے کے ٹکڑوں، باریک چھلکوں وغیرہ پر لکھا کرتے تھے۔ دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ کتابت کے آثار تیسری صدی عیسوی سے ملتے ہیں۔ اور یہ آثار جزیرہ عرب کے شمالی اطراف میں پائے جاتے ہیں (۴۶)۔

کتابت کے حوالہ سے مولانا محمد محترم فہیم عثمانی رقمطراز ہیں:

''......عرب باشندوں کی اکثریت یقیناً لکھنے پڑھنے کے فن سے آشنا نہ تھی لیکن ہر شہر میں ایسے لوگ ضرور پائے جاتے تھے جو اس فن سے پوری طرح آشنا تھے لکھنے پڑھنے کا کام انجام دیتے تھے اور اس طرح مجموعی طور پر عرب میں ایک اچھی خاصی تعداد لکھنا پڑھنا جاننے والوں کی موجود تھی نہ صرف مرد بلکہ بعض عورتیں بھی ایام جاہلیت میں ایسی پائی جاتی تھیں جو نوشت وخواند سے بخوبی واقف تھیں۔ شرفاء ہی نہیں بلکہ غلاموں میں بھی اس فن سے آشنا افراد موجود تھے عیسائیوں کے گرجے عرب میں جہاں کہیں تھے ہر ایک میں مختلف مذہبی کتابوں کی موجودگی کا ثبوت ملتا ہے'' (۴۷)۔

عرب کے ممتاز شعراء نے اپنے منتخب قصائد لکھ کر بیت اللہ کے اندر آویزاں کیے تھے (۴۸)۔

حضرت خدیجہؓ کے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل عبرانی کتاب لکھا کرتے تھے اور انجیل کا عبرانی زبان میں ترجمہ کیا کرتے تھے (۴۹)۔

آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت کچھ لوگ پہلے ہی لکھنا جانتے تھے۔ تاہم آپ

Scanned by CamScanner

ﷺ نے قرأتِ قرآن اور فن کتابت کو عام کرنے کے لئے اصحاب صفہ کے لئے خصوصی اہتمام فرمایا۔ چنانچہ حضرت عبادہؓ بن صامت (۵۰) کو ان کو قرآن پڑھانے اور لکھنا پڑھنا سکھانے کے لئے مامور فرمایا(۵۱)۔

اس طرح آپ ﷺ نے عبداللہ بن سعید بن العاص کو، جو فن کتابت کے ماہر سمجھے جاتے تھے، حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کو لکھنا سکھائیں (۵۲)۔

آپ ﷺ نے شفاء بنت عبداللہ (۵۳) کو حکم دیا کہ وہ اُم المؤمنین حضرت صفیہؓ کو لکھنا سکھائیں (۵۴)۔ اور جنگ بدر کے ان قیدیوں کے بارے میں، جو فدیہ دے کر رہائی حاصل نہ کر سکے تھے، آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جو قیدی دس مسلمان بچوں کو فن کتابت سکھا دے گا اس کو رہائی دے دی جائے گی (۵۵)۔

ان دلائل سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے کتابت کو عام کرنے کے لئے کس قدر اہتمام کیا۔ آپ ﷺ کا کتابت کو فروغ دینے کا سبب یہ تھا کہ خود قرآن کریم نے لکھنے پڑھنے کی اہمیت ذکر کی ہے۔ چنانچہ پہلی وحی میں لکھنے پڑھنے کی ترغیب دی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إقراء باسم ربك الذى خلق ...... ﴾ (۵٦)

اپنے رب کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا ہے......

اور مالی لین دین کو ضبط تحریر میں لانے کا حکم دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿يا أيها الذين أمنو إذا تداينتم بدين إلىٰ أجل مسمّى فاكتبوه...... ﴾ (۵۷)

اے ایمان والو! جب تم کسی مدت معینہ کے لئے ایک دوسرے کو قرض دو تو اسے لکھ لیا کرو......۔

انہی قرآنی احکام اور آنحضرت ﷺ کے فن کتابت کے لئے خصوصی اہتمام کی

Scanned by CamScanner

بدولت صحابہ کرامؓ میں کتابت سے لگاؤ اور شغف پیدا ہو گیا۔ مردوں کے ساتھ عورتوں نے بھی آنحضرت ﷺ سے پڑھنے لکھنے کی درخواست کی جسے آپ ﷺ نے قبول فرما لیا اور ان کے لیے ایک دن مخصوص کر دیا (۵۸)۔ کتابت کی اس قدر اہمیت کے پیش نظر صحابہ کرامؓ حفظ حدیث کے ساتھ ساتھ کتابت حدیث کا بھی پورا پورا اہتمام کرتے تھے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں:

"کنا قعودا نکتب ما نسمع من النبی ﷺ" (۵۹)

ہم آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھتے تھے جو کچھ آپ سے سنتے لکھتے جاتے

ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ نقل کرتے ہیں:

"بینما نحن حول رسول اللہ ﷺ نکتب" (۶۰)

جب ہم رسول اللہ ﷺ کے گرد بیٹھے لکھ رہے تھے۔

حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ ان لوگوں میں شامل ہیں جن کو کتابتِ حدیث کی خصوصی اجازت آنحضرت ﷺ نے مرحمت فرمائی تھی۔ آپ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

((یا رسول اللہ ﷺ إنی أرید أن أروی من حدیثك فأردت أن أستعین بکتاب یدی مع قلبی إن رأیت ذلك فقال رسول اللہ ﷺ إن کان حدیثی ثم استعن بیدك مع قلبك))(۶۱)

یا رسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی احادیث روایت کروں میرا ارادہ ہے کہ دل کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ سے مدد لوں اگر آپ یہ پسند فرمائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری حدیث ہو تو پھر اپنے دل کے ساتھ اپنے ہاتھ سے بھی مدد لو (یعنی لکھ لیا کرو۔

Scanned by CamScanner

اس اجازت کے بعد حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ کتابت حدیث میں اس قدر مشغول ہو گئے کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ سے سنتے اسے قلمبند کر لیتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"كنت أكتب كل شيئ أسمعه من رسول الله ﷺ أريد حفظه" (٦٢)

میں رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنتا تھا یاد کرنے کے لئے اسے لکھ لیتا تھا۔

کتابت حدیث کی اجازت صرف حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ کے ساتھ خاص نہیں تھی۔ بلکہ تمام صحابہ کرامؓ کو دربار رسالت سے اس کی اجازت ملی تھی۔

حضرت رافعؓ بن خدیج (٦٣) بیان کرتے ہیں:

"قلنا يا رسول الله ﷺ إنا نسمع منك أشياء أفنكتبها قال أكتبوا ولا حرج" (٦٤)

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ آپ سے بہت سی باتیں سنتے ہیں کیا انہیں لکھ لیا کریں آپؐ نے فرمایا لکھ لیا کرو کوئی مضائقہ نہیں۔

ایک انصاری نے آنحضرت ﷺ سے اپنے حافظہ کی شکایت کی اور آپ کی احادیث لکھنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"استعن بيمينك و أومأ بيده الخط" (٦٥)

اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو (یعنی لکھا کرو) آپ ﷺ ہاتھ سے لکھنے کا اشارہ فرمایا:

فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، تو ایک یمنی شخص ابو شاہ نے درخواست کی یا رسول اللہ ﷺ! یہ مجھے لکھ دیجئے تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا: ((أكتبوا لأبي شاه)) (٦٦) (یہ خطبہ) ابو شاہ کیلئے قلمبند کر دو

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قیدوا العلم بالکتاب)) (٦٧)

علم (حدیث) کو لکھ کر محفوظ کر لو۔

حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((قیدوا العلم ، قلت وما تقییده قال کتابته)) (٦٨)

علم کو قید کر لو میں نے پوچھا اس کا قید کرنا کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے لکھنا ہے۔

ایک اور روایت میں جس کے راوی حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ ہیں بیان کیا جاتا ہے:

""رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت حاضر تھی، اور میں بھی ان میں تھا، اور میں سب سے چھوٹا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو میں نے صحابہؓ سے کہا کہ آپ نے حضور ﷺ کے ارشاد کو سنا۔ پھر آپ لوگ حدیث بیان کرنے کی جرأت کیسے کرتے ہیں صحابہ کرامؓ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ اے بھتیجے! ہم نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ سنا ہے۔ وہ ہمارے پاس لکھا ہوا ہے"" (٦٩)۔

ابن سعد کا بیان ہے:

""نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافعؓ نے بھی آپ ﷺ سے احادیث لکھنے کی اجازت مانگی تھی اور آپ ﷺ نے انہیں اجازت دی تھی"" (٧٠)۔

بارگاہ نبوی سے کتابت حدیث کی خصوصی اجازت حاصل کرنے والوں میں ان متذکرہ بالا صحابہ کرامؓ کے علاوہ حضرت انسؓ بن مالکؓ، حضرت عبداللہؓ بن عباس، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت سعد بن عبادۃؓ، حضرت سمرۃ بن جندب اور حضرت عبداللہؓ بن ابی

Scanned by CamScanner

اوفی کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں یہ تمام وہ صحابہؓ ہیں جنہوں نے عہد رسالت میں اپنے اپنے مستقل صحیفے تیار کر لئے تھے۔

ان شواہد سے یہ اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے کتابت کو عام کرنے کے لئے کس قدر اہتمام فرمایا اور حضرت صحابہؓ نے حفظ اور مذاکرہ کے ساتھ ساتھ کتابت کے ذریعہ آپ ﷺ کی احادیث کو محفوظ کر لیا تھا۔

عہد رسالت کے بعد عہد صحابہؓ میں بھی کتابت حدیث کی ترغیب دی گئی ہے۔

حضرت عمرؓ بن خطاب فرمایا کرتے تھے:

"قیدوا العلم بالکتابة" (۷۱) (علم کو لکھ کر محفوظ کر لیا کرو)

حضرت علیؓ طلب علم اور کتابت علم کے لیے لوگوں کو آمادہ کرتے تھے آپ نے فرمایا:

"من یشتری منی علماً بدرهم" (۷۲)

(کون ہے جو مجھ سے ایک درہم کے عوض علم خرید لے۔)

مطلب یہ کہ ایک درہم کا کاغذ خرید کر اس میں روایات لکھ لے۔ ایک دوسری روایت میں آپ سے منقول ہے:

"من یشتری صحیفة بدرهم یکتب فیها العلم" (۷۳)

ایک درہم کا صحیفہ کون خرید لے گا جس میں علم لکھا ہوا ہے۔

حضرت عائشہؓ نے اپنے بھتیجے عروۃ بن زبیرؓ سے کہا:

"بیٹے! مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم مجھ سے حدیث لکھتے ہو۔ پھر دوبارہ اسی حدیث کو لکھتے ہو۔ عروہؓ نے جواب دیا میں آپ سے حدیث سنتا ہوں پھر دوبارہ اسی حدیث کو دوسری سند سے سنتا ہوں، تو لکھ لیتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کیا تم کو دونوں روایات کے مفہوم میں فرق محسوس ہوتا ہے؟ عروہؓ نے جواب دیا: نہیں! حضرت عائشہؓ

نے فرمایا: پھر کوئی مضائقہ نہیں''(۷۴)

حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں فرائض صدقہ لکھ کر دیے تھے اور یہ فرائض صدقہ آنحضرت ﷺ کے بتائے ہوئے تھے (۷۵)۔

حضرت انسؓ اپنے بیٹوں سے کہا کرتے تھے:

"یا بنی قیدوا العلم بالکتاب" (۷۶)

(علم (حدیث) کو قلم بند کر لیا کرو۔)

نیز حضرت انسؓ اپنے شاگردوں کو احادیث قلمبند کرواتے تھے لیکن جب ان کی تعداد بڑھ جاتی تو آپ اپنی کتب کا مجموعہ لا کر ان کے سامنے رکھ دیتے اور کہتے:

"هذه أحاديث سمعتها و كتبتها عن رسول الله و عرضتها عليه" (۷۷)

یہ وہ احادیث ہیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر لکھی تھیں اور آپ کے سامنے پیش کی تھیں۔

حضرت حسنؓ نے ایک مرتبہ اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

"تعلموا تعلموا فإنكم صغار قوم اليوم تكونون كبارهم غدا فمن لم يحفظ منكم فليكتب" (۷۸)

تم پڑھو اور خوب پڑھو۔ آج تم قوم کے چھوٹے لوگوں میں سے ہو۔ کل قوم کے بڑوں میں شمار ہو گے، تم میں جو زبانی یاد نہیں کر سکتا۔ اسے چاہیئے کہ اپنے پاس لکھ لیا کرے۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے تھے:

"قیدوا هذا العلم بالكتاب" (۷۹) (علم کو قلم بند کر لیا کرو)

صحابہ کرامؓ کی کتابت حدیث کی ترغیب دینے کی وجہ سے ان کے تلامذہ (یعنی تابعین) اور پھر ان کے تلامذہ (یعنی تبع تابعین) نے حدیث کے بہت سے مجموعے لکھ کر محفوظ کر لئے تھے۔ احادیث کی حفاظت کا یہ تیسرا اہم ذریعہ تھا۔

۴۔ تعامل: تعامل سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے لے کر اب تک ہر دور میں کسی کام کو ایسے بڑے گروہ نے کیا ہو۔ جن کا عادتاً کسی جھوٹے یا غلط کام پر اکٹھا ہونا محال ہو۔ جیسے وضو میں مسواک کی مثال یہ سنت ہے اور اسے سنت سمجھنا فرض ہے۔ کیونکہ یہ تواتر عملی سے ثابت ہے(۸۰)۔

تواتر عملی (یعنی تعامل) کے بارے میں مولانا عبدالغفار حسن رقمطراز ہیں:

''ایسے عملی مسائل پر مشتمل احادیث جو امت میں شروع سے اب تک بغیر کسی اختلاف کے ایک دور سے دوسرے دور میں منتقل ہوتی رہی ہیں مثلاً اذان اور اقامت کے کلمات، صبح کی دو رکعتیں، مغرب کی تین رکعتیں اور عصر کی چار رکعتیں، رکوع و سجود کی تعداد اور اس قسم کے بیسیوں وہ امور ہیں جو حدیث کی مستند کتابوں میں درج ہیں اور ان کی تائید میں پوری امت کا تعامل بغیر کسی شائبہ اختلاف کے موجود ہے۔ سنت و حدیث کا یہ وہ سرمایہ ہے جس کا یقینی پہلو قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کی طرح محکم اور مضبوط ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کے کاتبوں اور حافظوں کی تعداد اگر ہر دور میں لاکھوں رہی ہو گی تو نمازیوں کی اور روزہ رکھنے والوں کی گنتی کروڑوں سے کم نہ ہو گی تواتر اور راویوں کی ان گنت تعداد کے لحاظ سے حدیث کا یہ سرمایہ قرآن ہی کی طرح یقینی ہے اس کا انکار خود قرآن کے انکار کے ہم معنی ہے''(۸۱)۔

حفاظت حدیث اور اس کی ترویج میں چوتھا طریقہ جو صحابہ کرامؓ نے اختیار کیا وہ تعامل تھا۔ حضرات صحابہؓ نے احادیث کو صرف زبانی یا تحریری طور پر محفوظ کرنے کو کافی نہ سمجھا۔ بلکہ انہوں نے ان پر مکمل عمل کر کے اسے یاد رکھا۔ صحابہ کرامؓ بعض اوقات اپنے

بفعل..... تلامذہ تابعین کو کوئی کام کر کے دکھاتے اور فرماتے: ھکذا رأیت رسول اللہ ﷺ "۔ (۸۲) (میں رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے)۔

صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے عبادت نماز و روزہ، زکوۃ و حج وغیرہ اور اٹھنے، بیٹھنے چلنے، پھرنے، کھانے پینے، سونے جاگنے، پہننے اور طرز گفتگو اور خلق کی پوری پوری نقل کرنے کی کوشش کرتے۔ یہ ذریعہ نہایت ہی قابل اعتماد ہے۔ کیونکہ معلومات میں بھولنے اور لکھنے میں غلطی کا اندیشہ ہوتا ہے، مگر معمولات میں نہیں ہوتا۔ غرضیکہ صحابہ کرامؓ کا طرز حیات بھی اشاعت حدیث کا ایک اہم ذریعہ تھا۔ جو شریعت کی عملی مشق تھی، جس کے ذریعے آنے والی نسلوں میں سنت نبوی منتقل ہوئی، اور آج امت ان ہی اصولوں پر کار بند ہے جن پر آنحضرت ﷺ عمل پیرا تھے۔

❖•❖•❖•❖•❖•❖

حوالہ جات

(۱) النحل: ۱۶/۴۴

(۲) ابن حزم، جوامع السیرۃ، ص: ۷

(۳) الآلوسی، بلوغ الأدب، ص: ۳/۳۸

(۴) مناظر گیلانی، تاریخ تدوین حدیث، ص: ۴۸

(۵) الاصفہانی، الأغانی، ص: ۱۶/۱۳۱

(۶) ابن سعد، الطبقات الکبری، ص: ۲/۲۲

(۷) البلاذری، فتوح البلدان، ص: ۴۵۶

(۸) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب حفظ العلم، حدیث نمبر ۱۱۹، ص: ۲۵

(۹) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب من أعاد الحدیث ثلاثا لیفهم عنه، حدیث نمبر ۹۴، ص: ۲۲

(۱۰) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب تحریض النبی ﷺ وفد عبدالقیس، حدیث نمبر ۸۷، ص: ۲۰

(۱۱) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب لیبلغ العلم الشاهد الغائب، حدیث نمبر ۱۰۴، ص: ۲۳

(۱۲) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب التناوب فی العلم، حدیث نمبر ۲۰، ص: ۲۱

(۱۳) ابن سعد، الطبقات الکبری، ص: ۸/۱۳۶

(۱۴) الحاکم، المستدرک، کتاب العلم، باب إن الله...... الخ، ص: ۱/۹۴

(۱۵) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوضوء، باب فضل من مات علی الوضوء، حدیث نمبر ۲۴۷، ص: ۴۵

(۱۶) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب لیبلغ العلم الشاهد الغائب، حدیث نمبر ۱۰۴، ۲۳

(۱۷) ابو داؤد، سنن ابو داؤد، کتاب العلم، باب فضل نشر العلم، حدیث نمبر ۳۶۵۹، ص: ۵۲۵

(۱۸) الترمذی، جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی الحدیث علی تبلیغ السماع،
حدیث نمبر ۲۶۵۸، ص: ۶۰۳

(۱۹) ابن عبدالبر، جامع بیان العلم، ص: ۶۸/۱

(۲۰) ابن عبدالبر، جامع بیان العلم، ص: ۶۸/۱

(۲۱) الفسوی، المعرفۃ والتاریخ، ص: ۱۳۳/۱ ⊙ ابوزرعہ، التاریخ، ص: ۳۱۰/۱ ⊙ الرامھرمزی
، المحدث الفاصل، ص: ۵۲۶

(۲۲) الأصفہانی، حلیۃ الاولیاء، ص: ۳۳۳/۲

(۲۳) الفسوی، المعرفۃ والتاریخ، ص: ۶۴۰/۱

(۲۴) الخطیب، الجامع لأخلاق الراوی، ص: ۲۷۸/۲

(۲۵) الخطیب، الجامع لأخلاق الراوی، ص: ۲۳۶/۱

(۲۶) الخطیب، الجامع لأخلاق الراوی، ص: ۲۳۶/۱

(۲۷) الخطیب، الفقیہ والمتفقہ، ص: ۱۲۸/۲

(۲۸) الخطیب، الفقیہ والمتفقہ، ص: ۱۲۸/۲

(۲۹) الدارمی، سنن الدارمی، باب مذاکرۃ العلم، حدیث نمبر ۶۲۶، ص: ۱۵۸ ⊙ ابن عبدالبر،
جامع بیان العلم، ص: ۱۰۱/۱

(۳۰) الدارمی، سنن الدارمی، باب مذاکرۃ العلم، حدیث نمبر ۵۹۷، ص: ۱۵۵/۱

(۳۱) الدارمی، سنن الدارمی، باب مذاکرۃ العلم، حدیث نمبر ۶۰۱، ص: ۱۵۵/۱

(۳۲) الدارمی، سنن الدارمی، باب مذاکرۃ العلم، حدیث نمبر ۶۰۷، ص: ۱۵۶/۱

(۳۳) الدارمی، سنن الدارمی، باب مذاکرۃ العلم، حدیث نمبر ۶۰۲، ۶۰۳، ص: ۱۵۶/۱ ⊙ الذہبی،
رجال ابن اسحاق، ص: ۴۵

(۳۴) الدارمی، سنن الدارمی، باب مذاکرۃ العلم، حدیث نمبر ۶۲۱، ص: ۱۵۸ ⊙ البیہقی، المدخل، ص: ۲۹۳

Scanned by CamScanner

(۳۵) الدارمی، سنن الدارمی، باب مذاکرة العلم، حدیث نمبر ۶۱۵، ص: ۱۵۷

(۳۶) ابوخیثمہ، کتاب العلم، ص: ۱۲۶

(۳۷) الدارمی، سنن الدارمی، باب مذاکرة العلم، حدیث نمبر ۶۰۵، ص: ۱۵۶

(۳۸) البیہقی، السنن الکبریٰ، ص: ۲/۱۹۴

(۳۹) الرازی، الجرح والتعدیل، ص: ۱/۱۴۴

(۴۰) الخطیب، الجامع لأخلاق الراوی، ص: ۲/۲۶۸

(۴۱) الدارمی، سنن الدارمی، باب مذاکرة العلم، حدیث نمبر ۶۱۶، حدیث نمبر ۱۵۷

(۴۲) الدارمی، سنن الدارمی، باب مذاکرة العلم، حدیث نمبر ۶۱۰، ص: ۱۵۷

(۴۳) الخطیب، الجامع لأخلاق الراوی، ص: ۲/۲۷۴

(۴۴) الخطیب، الجامع لأخلاق الراوی، ص: ۲/۲۷۴

(۴۵) الخطیب، الجامع لأخلاق الراوی، ص: ۲/۲۷۴

(۴۶) ناصر الدین، مصادر الشعر، ص: ۲۴ ◉ محمد محترم، حفاظت و حجیت حدیث، ص: ۱۳۹

(۴۷) محمد، حفاظت و حجیت حدیث، ص: ۱۳۷

(۴۸) الزیات، تاریخ الادب العربی، ص: ۲۱

(۴۹) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، حدیث نمبر ۲، ص: ۱

(۵۰) آپ انصاری صحابی ہیں، قبیلہ خزرج کے خاندان سالم سے ہیں، آپ کی کنیت ابو الولید ہے۔ پہلا وفد جو مدینہ سے مکہ آیا اس میں آپ شامل تھے اور آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ غزوہ بدر، بیعت رضوان اور خلافت صدیقی و فاروقی کی بعض جنگوں میں شریک رہے۔ عہد فاروقی میں فلسطین کے قاضی بھی رہے۔ آپ کا شمار فضلائے صحابہؓ میں سے ہوتا ہے۔ شام میں ۳۴ھ کو وفات پائی۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب، ص: ۳/۱۲۷

(۵۱) ابن حنبل، المسند، ص: ۵/۳۱۵

Scanned by CamScanner

ابن الأثیر، أسد الغابۃ، ص: ۱۷۵/۳

(۵۲) آپ صحابیہ ہیں، قریش کے خاندان عدی سے تعلق تھا ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں تو آنحضرت ﷺ بہت زیادہ عقیدت تھی جب رسول اللہ ﷺ آپ کے گھر تشریف لے جاتے تو آپ آنحضرت ﷺ کیلئے علیحدہ بچھونا بچھاتی، آپ جھاڑ پھونک اور لکھنا پڑھنے میں بہت ماہر تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں ان کے ساتھ خاص رعایتیں کیں، وفات کا سن معلوم نہیں۔ ابن حجر، الاصابۃ، ص: ۱۲۰/۸ ◉ ابن الأثیر، أسد الغابۃ، ص: ۴۸۶/۵

(۵۳) ابو داؤد، سنن ابو داؤد، کتاب الطب، باب ما جاء فی الرقی، حدیث نمبر ۳۸۸۷، ص: ۵۵۲

(۵۴) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص: ۲۲/۲ ◉ السہیلی، روض الأنف، ص: ۹۲/۲

(۵۵) العلق: ۱/۹۶

(۵۶) البقرہ: ۲۸۲/۲

(۵۷) البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب هل یجعل للنساء، یوما، حدیث نمبر ۱۰۱، ص: ۲۳

(۵۸) ابن عبدالبر، جامع بیان العلم، ص: ۱۶۵/۱

(۵۹) ابن عبدالبر، جامع بیان العلم، ص: ۱۶۵/۱

(۶۰) الدارمی، سنن الدارمی، باب من رخص فی کتابة العلم، حدیث نمبر ۴۸۵، ص: ۱۳۶

(۶۱) الدارمی، سنن الدارمی، باب من رخص فی کتابة العلم، حدیث نمبر ۴۸۴، ص: ۱۳۶

(۶۲) انصاری صحابی ہیں قبیلہ اوس سے تعلق تھا ابو عبداللہ کنیت تھی ہجرت کے وقت اسلام قبول کیا اس وقت آپ صغیر السن تھے۔ غزوہ بدر میں چودہ برس کے تھے اس لئے آنحضرت ﷺ نے آپ کو شرکت کی اجازت نہیں دی چنانچہ اگلے سال انہیں اجازت دی۔ آپ غزوہ خندق اور اکثر معرکوں میں شریک رہے جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھے۔ آپ نے ۸۶ برس کی عمر میں ۷۴ھ کو وفات پائی۔ ابن الأثیر، أسد الغابۃ، ص: ۳۵۴/۲

(۶۳) الرامہرمزی، المحدث الفاصل، ص: ۳۶۹

(۶۵) الترمذی، جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی الرخصة فیہ، حدیث نمبر ۲۶۶۶،ص:۵۰۵

(۶۶) الترمذی، جامع الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الرخصة فیہ، حدیث نمبر ۲۶۶۷،ص:۵۰۵

(۶۷) الرامہرمزی، المحدث الفاصل، ص:۳۶۸ ◉ ابن عبدالبر، جامع بیان العلم، ص:۱/۸۶

(۶۸) الحاکم، المستدرک، ص:۱/۱۰۶ ◉ ابن عبدالبر، جامع بیان العلم، ص:۱/۸۸

(۶۹) الہیثمی، مجمع الزوائد، ص:۲/۸۲

(۷۰) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص: ۳/۳۳۱

الخطیب، تقیید العلم، ص:۸۸ ◉ ابن عبدالبر، جامع بیان العلم، ص:۱/۷۲

(۷۱) الخطیب، تقیید العلم، ص:۹۰

(۷۲) الخطیب، تقیید العلم، ص:۱/۵۱

(۷۳) الخطیب، الکفایة، ص:۸۸

(۷۴) ابن حنبل، المسند، ص:۱/۲۳۷

(۷۵) الدارمی، سنن الدارمی، باب من رخص فی کتابة العلم، حدیث نمبر ۴۹۱،ص:۱/۱۳۷

(۷۶) الخطیب، تقیید العلم، ص:۹۶

(۷۷) الخطیب، الکفایة، ص:۹۵

(۷۸) الخطیب، الکفایة، ص:۹۵ ◉ الدارمی، سنن الدارمی، باب من رخص فی کتابة العلم

حدیث نمبر ۵۱۱،ص:۱/۱۴۰

(۷۹) الدارمی، سنن الدارمی، باب من رخص فی کتابة العلم: حدیث نمبر ۴۹۸،ص:۱/۱۳۸

(۸۰) شبیر احمد، مقدمہ فتح الملہم، ص:۱۲

(۸۱) عبدالغفار حسن، حدیث ظنی کا مفہوم، ص:۱۱

(۸۲) ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب صفة وضوء النبی ﷺ حدیث نمبر ۱۱۵،ص:

نیز کتاب الصلوٰة، باب إذا کانوا ثلاثة کیف یقومون حدیث نمبر ۶۱۳،ص: ۱۰۰۰

Scanned by CamScanner